صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر سرکار کا

عبدالحفیظ خان حفیظ

ذکرِ سرکار

از
عبدالحفیظ خان حفیظ

نشرح فاؤنڈیشن

نام کتاب	....	ذکر سرکار ﷺ کا
شاعر	....	عبدالحفیظ خان حفیظؔ
تدوین کار	....	محمد شکیل خان
اہتمام اشاعت	....	محمد عقیل خان
سرورق	....	تنویر یوسف
کمپوزنگ	....	حافظ محمد جنید قادری
پروف ریڈر	....	محمد عثمان دموعی
نگران طباعت	....	سیّد محمد اسلم غزالی
تاریخ اشاعت	....	ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۸ھ اپریل 2007ء
ہدیہ	....	دعائے مغفرت برائے صاحب کتاب

ناشر

نشرح فاؤنڈیشن

S.T 12-A بلاک 8 عزیز آباد، کراچی۔ 6337810

انتساب

اپنے مرشد حضرت **سید عبداللطیف شاہ شکوری** رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

کہ جن کی عقیدت و محبت

میرے والد گرامی **عبدالحفیظ خان حفیظؔ**

کے لئے بھی سرمایہ افتخار رہی

محمد شکیل خان

فہرست

☆☆☆☆☆

عبدالحفیظ خان حفیظ

میرے والد ماجد جناب عبدالحفیظ خان حفیظ 1938ء میں بھارت کے ضلع گونڈہ کے علاقے بسکو ہر میں پیدا ہوئے۔ ہمارے دادا کا نام عبدالقدوس خان تھا جن کا تعلق جون پور کے پٹھان قبیلے سے تھا۔ ریشم کا کاروبار اور تجارت آبائی پیشہ تھا۔ ہمارے والد تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان کے شہر نارائن گنج آباد ہو گئے جو ڈھاکہ سے تقریباً پندرہ میل دور ہے۔ یہاں آکر انہوں نے اپنے پٹ سن کے پیشے کو اختیار کیا۔ والد صاحب کے دو چھوٹے بھائی یعنی ہمارے چچا جناب شمیم احمد خان اور جناب نسیم احمد خان ہیں۔ والد صاحب کو شعر و شاعری سے بچپن ہی سے شوق تھا۔ ہمارے خاندان میں ان سے پہلے کیوں کہ کسی کا بھی قابل ذکر علمی یا ادبی رجحان نہیں تھا اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا ادبی ذوق اور شاعرانہ صلاحیت قدرتی اور خداداد تھی۔

ہمارے والد ماجد نہ صرف مشاعروں میں باقاعدگی کے ساتھ شرکت کرتے بلکہ اپنے گھر پر بھی ادبی محفلیں سجایا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے ہم عصر شعراء و ادباء کے ساتھ مل کر ''گہوارہ ادب'' کے نام سے ایک ادبی انجمن بھی قائم کی جس کے روح رواں ان کے دیرینہ دوست اور معروف شاعر تسکین تمنائی مرحوم تھے۔ والد صاحب بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے لیکن اپنے عزیز دوست اور ممتاز شاعر و نعت خواں جناب قمرالدین انجم مرحوم جو اکثر اپنے کاروباری سلسلے میں ڈھاکہ آتے تو گہوارہ ادب کی نشستوں میں ضرور

شریک ہوتے ۔ ان کے نعتیہ کلام اور انداز سے بے حد متاثر ہوئے جس کے باعث ان کا رجحان بھی نعتیہ شاعری کی طرف ہو گیا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ والد صاحب نے غزلیہ شاعری کو تقریباً ترک کر دیا اور ساری توجہ نعتیہ شاعری پر مرکوز کر دی۔

سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد ہمارے والد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ کراچی آ گئے یہاں انہوں نے الیکٹرونک کی ایک دوکان میں ملازمت اختیار کی۔ آپ کے حلقہ احباب میں سے بیشتر کراچی آباد ہو گئے تھے اس لئے والدِ گرامی نے یہاں پر بھی اپنے ادبی ذوق کی تسکین کے لئے محافلوں کا انعقاد شروع کیا۔ ان کی طبیعت میں بے حد عز و انکسار تھا۔ انہوں نے کبھی بھی نام و نمود کے لئے نہ تو لکھا اور نہ ہی پڑھا۔ میں اگر والد صاحب کے شخصی اوصاف کے بارے میں کچھ گفتگو کروں تو ممکن ہے کہ میری رائے کو محض ایک اولاد کے جذبات پر محمول کیا جائے مگر میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جو وصف بہت نمایاں تھا وہ عشقِ رسول تھا۔ اور یہ وہ وصف ہے جو ایک مومن کے لئے دنیا و آخرت میں بھلائی اور کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ انتقال سے کچھ عرصے قبل آپ کو عمرے کی سعادت حاصل ہوئی جس کے بعد آپ کی شاعری میں بھی عشقِ رسول کی شدت نمایاں ہو گئی۔

والدِ گرامی کا ایک بڑا حوالہ یہ بھی تھا کہ وہ سالانہ عظیم الشان محفل عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کرتے تھے۔ جو آج بھی روایتی شان و شوکت کے ساتھ ہمارے بہنوئی جناب عبدالحکیم صاحب کے گھر پر منعقد ہوتی ہے۔ اس محفل میں نہایت محترم

اور قابل ذکر شخصیات شرکت کرتی رہی ہیں۔ میرے مرشد حضرت پیر عبدالطیف شکوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان محفلوں میں شریک ہوئے۔ حضرت کے وصال کے بعد ان کے صاجزادے حضرت سید خالد محمود شاہ صاحب ہر سال اس محفل کی صدارت فرماتے ہیں۔ جبکہ خصوصی طور پر جناب غلام مجتبیٰ احدی صاحب شریک ہوکر اس محفل کے روح رواں قرار پاتے ہیں۔ تسکین تمنائی، قمر الدین انجم اور ادیب رائے پوری مرحوم جب تک حیات رہے ان محفلوں کو رونق بخشتے رہے۔ دیگر ممتاز شخصیات میں جناب حاجی محمد عنیف طیب، حافظ محمد تقی شہید، جناب جنید احمد مختار، مولانا ابرار احمد رحمانی، خواجہ رضی حیدر پیر زادہ غلام حسین، تنویر پھول، پیر اعجاز علی نقوی، سید اعزاز الدین شاہ، حاجی محمد یونس مرحوم، صبیح رحمانی، افتخار امام، تجمل حسین، حسین مرزا، طاہر سلطانی، راغب مراد آبادی شامل ہیں۔ والد صاحب طویل عرصے تک ادبی جریدے سلطان الادب کی سرپرستی کرتے رہے جس سے میرے محترم دوست کمال قادری وابستہ تھے۔ والد صاحب نے اپنے گھر شہداء بدر کی یاد میں سترہ رمضان المبارک کو سالانہ محفل کا انعقاد بھی شروع کیا اور ممتاز مقرر اور میرے دوست الطاف عبدالعزیز کو مامور کیا کہ وہ ہر سال اس محفل میں خطاب کیا کریں۔ الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

پیش نظر کتاب "ذکر سرکار کا" والد ماجد کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ جس میں حمد اور مناقب بھی شامل ہیں۔ اگرچہ والد ماجد کا انتقال 27 فروری 2000ء میں مختصر علالت کے بعد ہوا تو ہمارا یہ عزم تھا کہ والد صاحب کے کلام کو یکجا کر کے

فوراً شائع کیا جائے مگر افسوس بوجوہ ایسا نہ ہو سکا اگرچہ تاخیر سے اس مجموعے کی اشاعت عمل میں آ رہی ہے مگر میں اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر بجا لاتا ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ یہ سعادت حضور اکرم ﷺ کے طفیل ہی نصیب ہوئی ہے۔ اس موقع پر میں اپنی والدہ محترمہ کی صحت کے ساتھ درازی عمر کے لئے دعا گو ہوں کہ جنھوں نے والدِ ماجد کو گھریلو سکون اور سہولت فراہم کی کہ جس کے باعث ایک تخلیق کار کو ذہنی یکسوئی کے ساتھ اپنے جذبات وخیالات کو سپردِ قلم کرنے کا موقع میسر آیا۔ پیشِ نظر کتاب کی اشاعت میرے چھوٹے بھائی محمد عقیل خان کی تحریک اور کاوش کا نتیجہ ہے۔ میں ان احباب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اس مجموعے کی اشاعت کی بارہا خواہش کی اور بھرپور تعاون بھی کیا ان احباب میں سید محمد اسلم غزالی، جناب خالد لودھی، جناب یاسین فاروق، جناب طاہر سلطانی، جناب ضیاء الدین، جناب محمد ایوب قادری، حافظ عالمگیر، جناب طاہر حسین صدیقی، جناب شاہد جاوید خان جناب وحید اختر قریشی جناب سعید قادری، مولانا غلام حسین ہاشمی، محمد فاروق اور محمد عثمان وغیرہ شامل ہیں۔ میں رحمتِ خداوندی کا طالب ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میرے خاندان کے تمام بچے بشمول محمد عثمان، فیضان عالم، محمد حزیفہ عالم اور محمد عمر بھی عشقِ رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار ہو کر مدحتِ خیر الانام میں خود کو وقف کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے والد صاحب کا یہ فخر بھی تھا اور دعا بھی۔

ہمارے گھر کا ہر بچہ ثناء خوانِ محمد ہے
زہِ قسمت کہ گھر میں بس محمد ہی محمد ہیں

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کرنے والے تمام احباب اور ہمارے اہل خانہ کے لئے دعا فرمائیں بلخصوص صاحب کتاب کے بلندی درجات کے لئے ضرور دعا فرمائیں۔

محمد شکیل خان

کارِ عاقبت ساز

مجھے مرحوم عبدالحفیظ خان غفرلہٗ سے شرفِ نیاز حاصل نہیں رہا لیکن نیاز حاصل نہ ہونے کی یہ محرومی اس لمحہ شدت اختیار کر گئی جب میری ملاقات برادرم محمد شکیل خان سے ہوئی۔ جو ہر اعتبار سے اس تہذیب کا نمونہ ہیں جو خالصتاً والدین کے ہاتھوں پروان چڑھتی ہے۔ شکیل خان نے ایک ملاقات کے دوران اپنے والد مرحوم کا مجھ سے نہایت دھیمے لہجہ اور دبے لفظوں میں تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ وہ شاعری سے بھی شغف رکھتے تھے لیکن نعت سرکارِ دوعالم ﷺ ان کی مرغوب صنفِ شعر تھی۔ میں نے شکیل صاحب سے مرحوم کی شاعری کے مطالعہ کے لئے اپنا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور جب شاعری کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ یہ شاعری کسی شاعرانہ وصف کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ خالصتاً سرکارِ دوعالم ﷺ سے اظہارِ عقیدت کے لئے عالمِ وفور میں کی گئی ہے کیونکہ اس میں احساسات کی شدت تو موجود تھی لیکن فنکارانہ چابک دستی نہیں۔ یہ شاعری خالصتاً وابستگی اور تعلقِ حقیقی کی آئینہ دار ہے اور ایسی شاعری پر نہ تو شاعر ہی کوئی ناز کرتا ہے اور نہ ہی اہلِ محبت اس میں وہ عناصر تلاش کرتے ہیں جو کسی فنی دسترس کی گواہی دیتے ہیں۔ اس نوعیت کی شاعری بلاشبہ کارِ عاقبت ساز ہوتی ہے۔ اس سے صرف شاعر کی روحانی بالیدگی کا اظہار ہوتا ہے اور یہی اظہار نہ صرف اس کے اپنے جذبہ کی صداقت کا اعلان کرتا رہتا ہے بلکہ اس حقیقت کا بھی ثبوت فراہم کرتا رہتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ جس سے چاہیں

جو کام لے لیں کیونکہ یہ سب آپ ﷺ کی ہی عطا سے مشروط ہے۔اب جب کہ محمد شکیل خان اور ان کے چھوٹے بھائی محمد عقیل خان اس شاعری کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔میرے لئے اس شاعری کے حوالے سے چند سطور تحریر کرنا یقیناً ایک بڑی سعادت ہے۔اللہ تعالیٰ میرا انجام سچے نعت گو شعراء کی ہمراہی میں کرے اور مرحوم عبدالحفیظ خان کی اولادوں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے کہ وہ اپنے والد کی سرکارِ دوعالم ﷺ سے سچی عقیدت اور وابستگی کے نقیب ہیں اور ان کا یہ عمل بھی اپنے والد مرحوم کے عمل کی طرح کارِ عاقبت ساز ہے۔

خواجہ رضی حیدر

3اپریل 2007

خوش نصیب شاعر

نبی کے عشق میں وارفتگی تو ہو اتنی
غزل کہوں تو وہ نعتِ رسول ہو جائے
یہ ایک نعت ہی کافی ہے میری بخشش کو
جو بارگاہِ نبی میں قبول ہو جائے

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں مہلت عمر میسر ہے اور وہ اس مہلت سے ایسا کام (حمد وثنا) لے لیتے ہیں جو دنیا و آخرت میں سرخروئی کا واحد ذریعہ ہیں۔

میں اکثر سوچتا ہوں کہ شعر کہنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، یہ خالصتاً توفیق خداوندی ہے۔ لیکن ہم میں کتنے شعراء ایسے ہیں جو اس توفیق کا سو قیصد اقرار کرتے ہیں یعنی اظہار بندگی کو اپنا مقصد بناتے ہیں۔ ہم تو عام زندگی کے معاملات اور اپنی نفسی کیفیات کی ترجمانی کو اپنے لئے زیادہ کارآمد اور قابل فخر سمجھتے ہیں اس تناظر میں عبدالحفیظ خاں حفیظ کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔

"ذکر سرکار" عبدالحفیظ خاں حفیظ کا اولین مجموعہ کلام ہے جو ان کی رحلت کے بعد شائع ہو رہا ہے۔ یہ مختصر سا مجموعہ جسے سرکار سے نسبت کا

اقرار نامہ کہیئے۔ کسی شاعرانہ کمال کا مرقع تو نہیں لیکن اس عاجزی اور افتخار سے معمور ہے جو روز حشر پروانہ شفاعت دلانے کے لئے کافی ہے۔

اس موقع پر عبدالحفیظ خان حفیظ مرحوم کے صاحبزادوں کی سعادت مندی کا ذکر بھی ضروری ہے جنھوں نے اپنے والد محترم کے ان گل ہائے عقیدت کا زیور طباعت آراستہ فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''ذکر سرکار کا'' کے طفیل عبدالحفیظ خاں حفیظ کے درجات کو نہ صرف بلند کرے بلکہ ان کی اولاد کو خیر و برکت کی راہوں پر گامزن رہنے کی استقامت بھی نصیب فرمائے۔

عزم بہزاد

۱۸ جنوری ۲۰۰۱ء

عبدالحفیظ خان حفیظؔ کی نعتیہ عبادت

طاہرؔ سلطانی

میں عبدالحفیظ خاں حفیظ سے اُس وقت سے واقف ہوں جب وہ ممتاز نعت گو الحاج قمر انجم کی دعوت پر آرام باغ جامع مسجد کراچی میں منعقدہ محفل نعت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ قمر انجم مرحوم عبدالحفیظ خاں حفیظ کا سامعین سے بڑی محبت سے تعارف کراتے اور پھر اُن سے نعتیہ کلام سنانے کی فرمائش کرتے، عبدالحفیظ صاحب جب اپنا نعتیہ کلام پیش کرتے تو سامعین کرام بالخصوص حضرت قمر انجم اپنی پاٹ دار آواز میں سبحان اللہ کا ورد کرتے رہتے۔

ایک نشست میں گفتگو کے دوران ایک شریک محفل نے فرمایا کہ غالب کی بخشش اُن کے ایک نعتیہ شعر کے ذریعہ ہو جائے گی ہمارے استفسار پر انہوں نے مرزا غالب کا یہ شعر سنایا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاکِ مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

موصوف کی یہ بات اپنی جگہ کہ غالب کی بخشش اس شعر کی بدولت ہو جائے گی مگر میں نے اُسی وقت سے دعا مانگنی شروع کردی کہ مولا مجھے کوئی حمد کوئی نعت ایسی عطا فرمادے جو تیری اور رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو کوئی ایک شعر ہی عطا فرمادے جو تیری بارگاہ بے کس پناہ میں قبول ہو جائے۔

عبدالحفیظ خاں حفیظ مرحوم کے لیے بھی میری یہی دعا ہے کہ اُن کی حمدیہ و نعتیہ شاعری کو اللہ رب العزت اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ اُن کا حمدیہ و نعتیہ کلام اُن کی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ آمین

عبدالحفیظ خاں حفیظؔ کے چند روح پرور نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

حشر میں کافی ہے بخشش کے لیے اتنا حفیظؔ

یادِ محبوبِ خدا میں آنکھ نم رکھتے ہیں ہم

یادِ رحمتِ عالم ﷺ میں آنکھ نم رکھنے والے عبدالحفیظ خاں حفیظ فرماتے ہیں کہ۔

درودِ پاک کو وردِ دل و جاں کرلیا میں نے

بہت مضبوط اب اپنا نگہباں کرلیا میں نے

میں محترم قارئین سے گزارش کروں گا کہ درودِ پاک کو وردِ زبان و دل رکھنے والے عبدالحفیظ خاں حفیظؔ مرحوم کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرمائیں۔

میں گرامی قدر سید محمد اسلم غزالی، روح رواں نشرح فاؤنڈیشن محمد شکیل خان اور محمد عقیل خان کو مجموعۂ نعت "ذکر سرکار ﷺ کا" کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

طاہرؔ سلطانی

مدیر، ماہنامہ "ارمغانِ حمد" کراچی

0300-2831089

حمد

ہر وقت کس کی یاد ہے کس کا خیال ہے
تجھ پر عیاں ہے سب جو مرے دل کا حال ہے

دیوانہ کوئی اس طرح محوِ جمال ہے
دستِ طلب دراز نہ لب پر سوال ہے

محشر بپا نہ کردے کہیں میرا شوقِ دید
اب انتظارِ یومِ قیامت محال ہے

نازاں ہوں تیری شان کریمی پہ اے کریم
عذر گناہ پیش کروں کیا مجال ہے

دیتا ہے نیک و بد کو بلا امتیاز رزق
تیری طرح عطا بھی تری بے مثال ہے
یارب گرے نہ آپ کی نظروں سے آدمی
گر کر بلندیوں سے سنبھلنا محال ہے
میں اس لئے حفیظ پرستارِ حسن ہوں
ہر آئینے میں آئینہ گر کا جمال ہے

گلہائے عقیدت بحضور سرور کونین ﷺ

درد فرقت کا ہے جانکاہ رسول مدنی
اب بلا لیجئے للہ رسول مدنی

تیری پاکیزگیٔ عشق نے بخشے مجھ کو
چشم بینا دل آگاہ رسول مدنی

کیوں سر حشر اسے خوف ہو رسوائی کا
آپ ہوں جس کے بھی خواہ رسول مدنی

کس کا بیمار ہوں میں ان کو خبر ہے میری
ہیں مرے حال سے آگاہ رسول مدنی

راہ منزل میں اجالا ہی اجالا ہوگا
آپ کی یاد ہے ہمراہ رسول مدنی
اب تو مل جائے مدینے کا بلاوا مجھ کو
کب تلک تکتا رہوں راہ رسول مدنی

سوئے طیبہ میں تکتا رہا دیر تک
دیدۂ تر برستا رہا دیر تک
غم کے بادل برس کر چلے بھی گئے
ابر رحمت برستا رہا دیر تک
بیٹھے بیٹھے خیالوں میں گم ہوگیا
آج محفل میں تنہا رہا دیر تک
زندگی کی کڑی دھوپ میں بارہا
زلف رحمت کا سایہ رہا دیر تک

چشم حسرت میں آنسو مچلتے رہے
بند کوزے میں دریا رہا دیر تک

جب گئے وہ سوئے سدرۃ المنتہا
نور ہی نور پھیلا رہا دیر تک

میں تھا نادم خطاؤں پہ ان کا کرم
مجھ کو تسکین دیتا رہا دیر تک

ماہِ طیبہ تھا بام تصور پہ شب
چاندنی میں نہاتا رہا دیر تک

کل تصور میں، میں بھی مدینے گیا
ان کی چوکھٹ پہ بیٹھا رہا دیر تک

جب حفیظ آگیا ذکر سرکار کا
مثلِ بسمل تڑپتا رہا دیر تک

عشقِ احمد چشمِ نم دردِ جگر میرے لئے
ناصحا کافی ہے یہ زادِ سفر میرے لئے

حشر میں کوئی نہیں راہِ مفر میرے لئے
ہے تو بس تیری نگاہِ در گزر میرے لئے

گنبدِ خضرا کی جانب مائلِ پرواز ہوں
ہے مذاقِ عشق میرا راہبر میرے لئے

معترض ہیں دیدۂ ظاہر سے مجھ کو دیکھ
چشمِ باطن چاہیے اہلِ نظر میرے لئے

وصل سے بہتر ہے شاید لذتِ دردِ فراق
ہے کرم ان کا یہ اندازِ دگر میرے لئے

ہر شریکِ بزمِ نعتِ مصطفیٰ ہے محترم
ہر ثنا خوانِ نبی ہے معتبر میرے لئے

شانِ نبی میں کفر نہ تحریر کیجیے
اپنے خیالِ خام کو زنجیر کیجیے
سرکار کے پیام کی تشہیر کیجیے
کرنا پڑے اگر تو شمشیر کیجیے
عشقِ نبی میں جرأتِ شبیر کیجیے
نوکِ سناں پہ دین کی تفسیر کیجیے
ذکرِ نبی سے قلب کی تطہیر کیجیے
فکرِ نبی سے ذہن کی تعمیر کیجیے

پہلے زباں کو لائقِ تکبیر کیجئے
پھر پانچ وقت خلد کی تدبیر کیجئے

مجھ کو عطا ہو طوقِ غلامی حضور کا
زاہد کے نام خلد کی جاگیر کیجئے

مالک ہے جو غلام کو چاہے عطا کرے
زیبا نہیں کہ شکوۂ تقدیر کیجئے

نعتیں حضورِ قلب سے کہئے حضور کی
لوحِ جبیں عہد پہ تحریر کیجئے

مٹی خراب کیجئے نہ اپنی جہان میں
عشقِ نبی سے خاک کو اکسیر کیجئے

رسوا رہا جہاں میں حفیظؔ اس کا غم نہیں
محشر میں اس کو صاحبِ توقیر کیجئے

مجھ پر ہے فیضِ ساقیِ کوثر قدم قدم
آتے ہیں دستِ غیب سے ساغر قدم قدم
ذرّوں سے آرہی ہے ستاروں کی روشنی
تاباں ہے راہِ روضۂ سرور قدم قدم
بڑھتا رہا میں عشقِ محمد کی راہ میں
پاتا رہا عروج مقدر قدم قدم
سرشار کردیا مئے عشقِ رسول نے
اب ہے سکونِ قلب میسر قدم قدم

ہوتے ہیں راہِ شوق میں عشاقِ مصطفےٰ
نقشِ قدم پہ ان کے نچھاور قدم قدم

کانٹوں پہ یوں چلے ہیں شہنشاہِ انبیاء
جیسے بچھے ہوئے ہوں گلِ تر قدم قدم

جاؤں گا میں بھی کوچہ بطحا میں اے حفیظ
چوموں گا نقشِ پائے پیمبر قدم قدم

وہ حرا کا ماہِ تاباں میری خلوتوں میں آ کر
مجھے کر گیا منور میری روح میں سما کر

وہ بشر نگل گیا تھا جسے جہل کا اندھیرا
کئے خال و خط اجاگر اسے روشنی میں لا کر

یہی آرزو ہے میری یہی مری تمنا
سرِ حشر دیکھ لیں وہ میری سمت مسکرا کر

نہ ہے خلد کی تمنا نہ ہی خواہشِ جہاں ہے
مرا دل گداز کر دے مجھے چشمِ نم عطا کر

سرِ حشر کہہ رہی ہے یہ نبی سے رحمتِ حق
ترے اختیار میں ہوں جسے چاہے تو عطا کر
مرے گریۂ ندامت کے سوا نہیں ہے کوئی
ترے سامنے جو لائے مجھے سرخرو بنا کر

گزرا ہوں راہِ عشق میں ایسے مقام سے
آگے نکل گیا ہوں سجود و قیام سے
محشر میں دیکھنا مجھے شرمندگی نہ ہو
سرزد بہت ہوئی ہیں خطائیں غلام سے
وارفتگیٔ عشق اڑا لے گئی مجھے
میں بال بال بچ گیا دنیا کے دام سے
پیشِ نظر ہے حضرت موسیٰ کا واقعہ
آؤں گا روزِ حشر بڑے اہتمام سے

ساقی کا میکدہ ہے یہ دیر و حرم نہیں
رندو یہاں نظر بھی اٹھے احترام سے
ذکر جمالِ یار نے بے خود بنا دیا
اب میکدہ سے مجھ کو غرض ہے نہ جام سے
میں نے بھی حقِ دید ادا کر دیا حفیظ
لوٹی نہیں نگاہ مری جا کے بام سے

مری دشواریوں کو شافعِ محشر سمجھتے ہیں
وہ خود مجھ سے مرے حالات کو بہتر سمجھتے ہیں

کبھی تو مل ہی جائے گا ہمیں بھی اذنِ پابوسی
وہ کب غافل ہیں سب حالِ دلِ مضطر سمجھتے ہیں

چھلک جاتی ہیں جب لبریز ہوتی ہیں مری آنکھیں
مئے حبِ نبی کا ہم انھیں ساغر سمجھتے ہیں

نمازوں میں جھکا کر سر اٹھا لیتا ہے تو زاہد
اے اہلِ وفا توہینِ سنگِ در سمجھتے ہیں

چلا آتا ہے دستِ غیب سے پیمانۂ کوثر
ہماری تشنگی کو ساقیِ کوثر سمجھتے ہیں

حفیظؔ ان پر عیاں ہے بے بتائے دل کی بے تابی
میں سمجھا تھا اُنھیں وہ حالِ دل سن کر سمجھتے ہیں

میرے بحرِ محبت میں کچھ ایسا اضطراب آیا
تیری سرکار میں اس دیدۂ تر پر شباب آیا

نہ اب تک بزمِ عالم میں کوئی تیرا جواب آیا
تو نقاشِ ازل کا بن کے حسنِ انتخاب آیا

سکوتِ فکرِ انسانی میں یکسر انقلاب آیا
جہاں میں حبِّ علم و آگہی کا آفتاب آیا

تمہارے سایۂ رحمت کہ جو منکر ہیں اے آقا
کرینگے کیا سوا نیزے پہ جس دن آفتاب آیا

سرِ میدان محشر اور اک محشر بپا ہوگا
وہ محبوب دو عالم حشر میں جو بے نقاب آیا

پہنچ کر بھی مدینے حاضری تاخیر سے دی تھی
تمہارے سامنے آتے ہوئے مجھ کو حجاب آیا

غموں کی دھوپ میں اشکوں نے جب ان کو پکارا ہے
بہ صورت سایۂ رحمت وہ رحمت کا سحاب آیا

کسے تھا تابِ نظارہ کہ نورِ اولیں دیکھے
جب وہ آیا نبی بن کر حجاب اندر حجاب آیا

حفیظؔ ناتواں پہلے ہی زیرِ بارِ عصیاں ہے
سرِ محشر کرم کرنا اگر زیرِ عتاب آیا

کرم نے کردیا ساقی کے کتنا معتبر مجھ کو
کہ سب کہنے لگے ہیں اس کا منظورِ نظر مجھ کو

قمر ہے نقش پا ذرّے ستاروں کی طرح روشن
زمیں پر آسماں لگتی ہے تیری رہگزر مجھ کو

اُمیدِ دید میں اب تو سرِ محشر چلا آیا
دکھادو اب تو جلوہ صاحبِ شق القمر مجھ کو

گزشتہ رات یہ ذرہ تھا اک مہتاب محفل میں
شریکِ بزم حیراں ہورہے تھے دیکھ کر مجھ کو

رہا کرتا ہوں تنہائی میں محوِ گفتگو اُن سے
کوئی دیوانہ کہتا ہے کوئی آشفتہ سر مجھ کو

فراقِ یار میں محسوس ہوتا ہے مجھے ایسا
جلا کر راکھ کر دے گا مرا سوزِ جگر مجھ کو

تصور میں کیا کرتا ہوں سیرِ کوچۂ بطحا
نہ اپنا ہوش رہتا ہے نہ دنیا کی خبر مجھ کو

فرشتو نامۂ اعمال لکھ کر کیا کروگے تم
سرِ محشر وہ کہہ دیں اپنا دیوانہ اگر مجھ کو

نہیں بھاتا نگاہوں میں کسی کا جلوۂ رنگیں
لئے پھرتا ہے پیہم میرا معیارِ نظر مجھ کو

بن گیا صد رشکِ گلشن ایک گلِ صحرا کا رنگ
اڑ گیا باغِ جہاں سے ہر گلِ یکتا کا رنگ
اس کے ہر قطرہ کے تیور میں ہے اب دریا کا رنگ
دیکھنا طیبہ میں میرے دیدۂ گریہ کا رنگ
کیوں نہ ہو شاداب و رنگیں گلشنِ دامنِ نبی
اس پہ ہے سبطِ نبی لختِ دلِ زہرہ کا رنگ
منہ چھپا لیتے ہیں اپنا چاند تارے کہکشاں
دیکھ کر روئے زمین پر ان کے

آج تھا بامِ تصور پہ مرے وہ جلوہ گر
مجھ کو دیکھو میں نے دیکھا ہے مہ طیبہ کا رنگ

خیر مقدم کو چلی آئی ہیں حوریں خلد سے
حشر میں کیا رنگ لایا آپ کے شیدا کا رنگ

خام ہے میری نظر میں دعویٰ عشق رسول
گر نہ ہو بوذر بلال و حضرت حمزہ کا رنگ

معترف ہیں تیرے ذوقِ نعت گوئی کے حفیظ
دیکھ کر اہل نظر اشعار برجستہ کا رنگ

مشک و عنبر نہ چنبیلی نہ حنا کی خوشبو
جیسی سرکار کی ہے زلفِ رسا کی خوشبو

ذکرِ سرکار میں ہے بادِ صبا کی خوشبو
کُو بہ کُو پھیل گئی میری نوا کی خوشبو

دامنِ نعت میں لایا جو میں لفظوں کے گلاب
بزم میں آنے لگی صلِ علیٰ کی خوشبو

کر دیئے تیرے تصوّر نے معطر دل و جاں
شعر میں ڈھلنے لگی فکرِ رسا کی خوشبو

جاں نثارانِ محمد کو منانے والو
ان کی مٹی سے بھی آئے گی وفا کی خوشبو

جادہ جانِ دو عالم ہے قریب اب مشاہد
آ رہی ہے مجھے خاکِ کفِ پا کی خوشبو

اے اُحد تو ہے فدایانِ نبی کا شاہد
آج بھی تیری فضا میں ہے وفا کی خوشبو

وہ ثنا خواں ہوں کہ مر کر بھی میرے ہونٹوں سے
آئے گی مدحتِ محبوبِ خدا کی خوشبو

آج آئی ہے مدینے کی گلی سے شاید
ایسی پہلے تو نہ تھی بادِ صبا کی خوشبو

کاسۂ دل لئے حاضر ہے حفیظِ خستہ
دور تک آپ کی ہے جود و سخا کی خوشبو

منسوب ہیں جو تشنہ دہن در سے آپ کے
پیتے ہیں روز و شب لب کوثر سے آپ کے
مجھ کو سرور بادہ صہبا سے کیا غرض
ہوں مست بوئے زلف معطر سے آپ کے
اللہ رے فصاحت گفتار آپ کی
نہریں رواں تھیں شہد کی منبر سے آپ کے
ہر اک نبی ہے اپنی جگہ محترم مگر
گزرا نہیں ہے کوئی برابر سے آپ کے

دیکھے نہ مڑ کے تختِ سلیماں بھی گر ملے
وابستہ ہو گیا جو گدا در سے آپ کے
رکھتے ہیں ٹھوکروں میں وہ تاج شہنشہی
سلطان کیا بڑھیں گے گداگر سے آپ کے
اک حد پہ جبریل بھی آکر ٹھہر گئے
آگے قدم تھے حدِ مقرر سے آپ کے

حرم سے بت گئے اور خانہ دل سے صنم نکلے

تم ہی سے گیسوئے عالم کے سارے پیچ و خم نکلے

ادھر سے حشر میں پہنچا جو انبوہ گنہگاراں

ادھر سے شافعِ روزِ جزاء ابر کرم نکلے

چلا جب کوئی زاہد جانب طیبہ زیارت کو

مرے لختِ جگر آنکھوں سے بن کر اشکِ غم نکلے

منور ہوگیا ان کی ضیاء سے یہ جہاں سارا

وہ جب غارِ حرا سے بن کے قندیلِ حرم نکلے

منور تھی فضاء تھی رقص میں ہر شے دوعالم کی
محبت کی دید کو جس دم رسول محترم نکلے

جو نکلے میکدے سے آج ہم نام خدا لے کر
مدینے کو چلے ہم شیخ جی سوئے حرم نکلے

چلا ہوں لے کے یہ حسرت سوئے میخانہ بلّھا
جبیں سنگ درِ ساقی پہ رکھوں اور دم نکلے

دل کہہ رہا ہے ارضِ مدینہ قریب ہے
ساحل سے اب ہمارا سفینہ قریب ہے

سجدے مچل رہے ہیں جبینِ نیاز میں
شاید کہ ان کا نقشِ کفِ پا قریب ہے

پڑھنے لگیں درود مرے دل کی دھڑکنیں
لگتا ہے اب حضور کا روضہ قریب ہے

آئی نہیں قریب کبھی غم کی تیرگی
جس دن سے ان کا چاند سا چہرہ قریب ہے

دل ہو اگر گداز تو ہے صاحب نظر

ہو عشق کی نگاہ تو جلوہ قریب ہے

عالم کو اس نے آئینہ خانہ بنا دیا

جس سمت دیکھتا ہوں وہ چہرہ قریب ہے

دم گھٹ رہا ہے روح کا اب جسم میں مرے

آثار کہہ رہے ہیں کہ مرنا قریب ہے

فلک کی رہ گزر میں بس محمد ہی محمد ہیں
سوئے سدرہ سفر میں بس محمد ہی محمد ہیں
حریمِ دل میں میرے اب نہیں ان کے سوا کوئی
دل شوریدہ سر میں بس محمد ہی محمد ہیں
نہیں ثانی کوئی بعد از خدا نور مجسم کا
مثال اپنی بشر میں بس محمد ہی محمد ہیں
انھی سے روشنی دن کو انھی سے چاندنی شب کو
نہاں شمس و قمر میں بس محمد ہی محمد ہیں

ہمارے گھر کا ہر بچہ ثناء خوانِ محمد ہے
زہِ قسمت کے گھر میں محمد ہی محمد ہیں
نمودِ فتحِ مکہ آج بھی تاریخ شاہد ہے
کمالِ درگزر میں بس محمد ہی محمد ہیں
یہاں تک آگئی ہے وسعتِ ذوقِ نظر بڑھ کر
بہر سو اب نظر میں بس محمد ہی محمد ہیں
حرم اپنی جگہ لیکن جمالِ مسجدِ نبوی
کہ جس کے بام و در میں بس محمد ہی محمد ہیں
نہ کوئی راہبر ان کا نہ کوئی ہم رکاب ان کا
سوئے خلوت سفر میں بس محمد ہی محمد ہیں
وہ ہجرت کا سفر ہو یا گلی کوچے ہوں طائف کے
رہ دشوار تر میں بس محمد ہی محمد ہیں
مصوّر نے بنائے شاہکارِ انبیاء لاکھوں
مگر اس کی نظر میں بس محمد ہی محمد ہیں
بناؤں میں کسی کی ان کی ہی تصویر بنتی ہے
مرے عرضِ ہنر میں بس محمد ہی محمد ہیں
اسی صحرا میں اب محمل ہے لیلیٰ مدینہ کا
میرے دل کے نگر میں بس محمد ہی محمد ہیں

مری دیوانگی پر رشک کرتے ہیں خرد والے
حواس بے خبر میں بس محمد ہی محمد ہیں
نہیں آتا کوئی ان کے سوا ابرِ کرم بن کر
غموں کی دوپہر میں بس محمد ہی محمد ہیں
حفیظ اب اور چچتا ہی نہیں کوئی نگاہوں میں
مری فکر و نظر میں بس محمد ہی محمد ہیں

ساقی ہے دم لبوں پہ ترے تشنہ کام کا
صدقہ ملے حسین علیہ السلام کا

وہ مبتلائے عشق ہوں خیر الانام کا
اشکوں کو آ گیا ہے سلیقہ کلام کا

ہے بارگاہِ فیض مدینے کی ہر گلی
یہ تو مشاہدہ ہے تمھارے غلام کا

پھر چاہتا ہے سوز وہی ذوقِ بندگی
طیبہ کی سرزمیں پہ سجود و قیام کا

تیرا خیال اے رُوئے زیبائے مصطفیٰ
ہے صبح میرے عالمِ غربت کی شام کا

رتبہ ترے گداؤں کا شاہوں سے کم نہیں
در کا ترے گدا ہے گدا صرف نام کا

عرشِ بریں ہو یا کہ حرم ہو کہ طور ہو
ہر اک مقام ہے اسی ماہ تمام کا

جب سے بسا ہے گنبدِ خضرا ء نگاہ میں
رہتا ہے کیف مجھ پہ درود و سلام کا

وارفتگیِ شوق کو لازم ہے احتیاط
دامن نہ چھوٹ جائے کہیں احترام کا

گزرا جو چند روز تری بارگاہ میں
حاصل ہے وہ حفیظ کی عمرِ دوام کا

آج بھی رنگ اویسی ان کے دیوانوں میں ہے
اب بھی آوازِ بلالی گونجتی کانوں میں ہے
آ ہوئے کوئے مدینہ کوئی گزرا ہے ابھی
روشنی پھیلی ہوئی ہر سمت ویرانوں میں ہے
میکشو آؤ سوئے میخانہ بطحا چلیں
مغفرت کی مے اسی ساقی کے پیمانوں میں ہے
بے خودی میں بھی انھیں ملحوظ ہے آداب عشق
ہوش والوں میں نہیں جو تیرے دیوانوں میں ہے

ہم ثنا خواں ہیں ہمیں اندیشہ محشر ہو کیوں
شمعِ امیدِ شفاعت دل کے ایوانوں میں ہے
نام سن کر آگیا ہے بے ساختہ لب پر درود
کس بلا کی کیف و مستی تیرے مستانوں میں ہے
چشت کا ہو میکدہ یا بزمِ رندِ قادری
ایک ہی بھٹی کی مے ان سارے میخانوں میں ہے
ہے خیالِ روئے تاباں آپ کا جلوہ فگن
یا چراغ طور روشن دل کے کاشانوں میں ہے
خاک بن جائے مدینے کی حفیظ بے نوا
اب یہی ارمان باقی میرے ارمانوں میں ہے

درود پاک کو ورد دل و جاں کرلیا میں نے
بہت مضبوط اب اپنا نگہباں کرلیا میں نے

خدا کے گھر میں پڑھتا ہوں سلام والیء طیبہ
اب اس بنجر زمین کو بھی گلستان کرلیا میں نے

تمھارا ذکر جاری ہے بجائے خوں رگ دل میں
تمھاری یاد کو نزدِ رگِ جاں کرلیا میں نے

مجھے کھٹکا نہیں ہے اب فریب حسن عالم کا
نگاہ دل کو سوئے روئے جاناں کرلیا میں نے

ٹلوں گا روضہ اقدس سے کب محشر کے وعدے پر
تمھاری دید کا جب دل میں ارماں کرلیا میں نے

سلیقہ گو نہیں مجھ کو تری مدحت سرائی کا
مگر اتنا تو ہے بخشش کا ساماں کرلیا میں نے

بس اس اُمید پر شاید وہ آجائیں تصور میں
شب فرقت کو اشکوں سے چراغاں کر لیا میں نے

فکر عقبیٰ کیوں کروں مولا تیری الفت کے بعد
اور جنت کیا کروں گا لے کے اس جنت کے بعد

رفتہ رفتہ مجھ کو رونے کا سلیقہ آگیا
اشک غم گوہر بنے میرے تری نسبت کے بعد

کیا کروں سحر کمال دید کی منزل میں ہوں
وہ بھی کرلوں گا میں اہل بیت کی مدحت کے بعد

کاش بجھ جائے سر تربت میری شمع حیات
پھر کبھی روشن نہ ہو یہ آپ کی تربت کے بعد

ہو گئے قطرے سمندر میں اتر کر بے کراں
بن گئے پتھر بھی گوہر آپ کی صحبت کے بعد

ذکر اہل بیت کی توفیق ہو مولا عطا
یہ بھی کارِ خیر کرلوں آپ کی مدحت کے بعد

دل میں رکھ کر تیرے جلوے اپنی آنکھیں موند لوں
پھر کوئی صورت نہ دیکھوں آپ کی صورت کے بعد

فوقیت ہے بادشاہوں پر گداؤں کو ترے
فکر امروز و غم فردا تری الفت کے بعد

بولے سرور پوچھ لو مجھ سے رموزِ کائنات
پھر کوئی مجھ سا نہ پاؤ گے مری رحلت کے بعد

آپ نے کس کو بتایا تھا امامت کا وصی
کون تھا مسند نشینِ مصطفیٰ ہجرت کے بعد

رکھ ہی لی غم نے تیرے اشکوں کی میری آبرو
رفتہ رفتہ بن گئے گوہر تری نسبت کے بعد

ہوگیا اب بے نیازِ بادہ و ساغر حفیظ
ہے سرورِ سرمدی طاری تری الفت کے بعد

قرآں میں شاہکار مشیت کی بات ہے
صورت کی بات ہے کہیں سیرت کی بات ہے

مہتاب کر رہا ہے بیاں حسنِ مصطفیٰ
لب پر صبا کے گیسوئے حضرت کی بات ہے

کیوں عاصیوں کو گرمیِ محشر کا خوف ہو
اس دن طلوعِ مہر شفاعت کی بات ہے

حاصل کسے ہے کتنا متاعِ غمِ رسول
یہ اپنے اپنے قلب کی وسعت کی بات ہے

اس بارگاہِ ناز کے قابل کہاں تھا میں
ان کی نگاہِ لطف و عنایت کی بات ہے

آتا نہیں ہر ایک کو آدابِ بندگی
یہ انتہائے عشق و محبت کی بات ہے

عالم تمام جلوہ گہہ ناز ہے مگر
دیدارِ یار چشم بصیرت کی بات ہے

مجھ کو کہاں سلیقہ نعتِ شہِ امم
اہلِ سخن کے حسن سماعت کی بات ہے

یارب ہو میری فکر کو تابندگی عطا
محبوب کائنات کی مدحت کی بات ہے

مقصد حصول زر ہے اگر مدحت رسول
عشقِ نبی نہیں یہ تجارت کی بات ہے

حور و غلماں کی قسم یوسفِ کنعاں کی قسم
حُسنِ بے مثل ہے تو عظمت یزداں کی قسم

روز کرتا ہوں تصور میں تلاوت اس کی
مصحفِ رخ ترا قرآن ہے قرآں کی قسم

اپنی بکھری ہوئی امت کو پھر یک جا کردے
تجھ کو صدیق و عمر حیدر و عثماں کی قسم

آرزو ہے انہی قدموں سے لپٹ جانے کی
خاک ہوجاؤں گا خاکِ درِ جاناں کی قسم

نکہت و نور کی ہے موج بہارِ خضراء
بوئے گل ،رنگِ چمن ، حسنِ بہاراں کی قسم

مجھ پہ اب ہوش میں آنے کا نہ الزام آئے
ذوقِ نظارہ تجھے جلوۂ جاناں کی قسم

حسنِ یوسف ہے اتارا ہوا صدقہ تیرا
جس کا پرتو ہے تو اس جلوۂ پنہاں کی قسم

کردیا رشکِ ارم تم نے بیابانوں کو
ذرے ذرے میں بیاباں تھا بیاباں کی قسم

پھر اسی جلوہ گہِ ناز میں لے چل مجھ کو
دلِ بیتاب تجھے دیدۂ حیراں کی قسم

داغِ عصیاں نظر آتے نہیں دامن پہ مرے
اشک دھو دیتے ہیں سب دیدۂ گریاں کی قسم

طرزِ قرآن سے محبوب کی چاہت ہے عیاں
سندِ عشق ہے یہ صاحبِ قرآں کی قسم

لادے پھر مجھ کو صبا اذنِ حضوری کا پیام
لالہ و گل کی تجھے چاکِ گریباں کی قسم

اس کا بیمار ہوں فکر نہ درماں کرنا
اے طبیبو ہے تمہیں عیسیٰؑ دوراں کی قسم

ہوگی بزمِ سخن ان کی ثنا سے روشن
نعتِ سرکار کے ہر لفظِ درخشاں کی قسم

ہوش میں لا نہ سکے شورِ قیامت بھی حفیظ
کھا کے پی لوں میں اگر ساقیِ دوراں کی قسم

ہیں تیرے ثنا خوانوں میں ہم ہادیٔ برحق
کافی ہے یہی جاہ و حشم ہادیٔ برحق

ہو جائے مرا طوفِ حرم ہادیٔ برحق
پاؤں جو ترا نقشِ قدم ہادیٔ برحق

واللہ تری بندہ نوازی کی یہ حد ہے
میں اور تری نظرِ کرم ہادیٔ برحق

پڑتی رہیں ہم پہ رخِ تاباں کی شعاعیں
قائم رہے ذروں کا بھرم ہادیٔ برحق

تیرا نہ مقابل نہ مماثل نہ بدل ہے
تو ختمِ رسل فخرِ امم ہادیِ برحق

جب شافعِ محشر ہے تری ذاتِ گرامی
پھر کیوں ہمیں محشر کا ہو غم ہادیِ برحق

انساں کے گماں کی بھی رسائی نہیں واں تک
پہنچا ہے جہاں تیرا قدم ہادیِ برحق

تکتا ہے تری راہ مریضِ غمِ الفت
ہونٹوں پہ ہے بیمار کا دم ہادیِ برحق

کر آئے بلند آپ سرِ عرش پہنچ کر
انسان کی عظمت کا علم ہادیِ برحق

دیکھی جو رضا آپ کی فرما دیا حق نے
کر لیجئے رخ سوئے حرم ہادیِ برحق

کیا تیرا سراپا ہو رقم ہادیِ برحق
بے خود ہوا جاتا ہے قلم ہادیِ برحق

بلوالیں حفیظ دل خستہ کو پھر اک بار
ہو جائے پھر اک بار کرم ہادیِ برحق

اگر نبی کے کرم کا حصول ہو جائے
ہماری راہ کا کانٹا بھی پھول ہوجائے

ہے ان کے عشق سے قائم شگفتگی دل کی
نہ ہو یہ سوز اگر دل ملول ہو جائے

وہ اپنے چاہنے والوں کو بخش دیتے ہیں
اگر کبھی کوئی غفلت میں بھول ہوجائے

رہِ وفا میں تمنا ہے اب یہی دل کی
پہنچ کے کوچۂ طیبہ کی دھول ہو جائے

پڑھوں جو نعتِ نبی جا کے صحنِ گلشن میں
کلی بھی فرطِ مسرت سے پھول ہوجائے

بسر ہو ذکرِ محمد میں اپنی شام و سحر
یہ زندگی کا ہمارے اصول ہوجائے

یہ ایک نعت ہی کافی ہے میری بخشش کو
جو بارگاہ نبی میں قبول ہوجائے

نبی کے عشق میں وارفتگی تو ہو اتنی
غزل کہوں تو وہ نعتِ رسول ہو جائے

حجاب ذات اٹھا دو جو درمیاں سے حفیظ
تجلیات کا تم پر نزول ہو جائے

کبھی ان کی شانِ عطا دیکھتے ہیں
کبھی اپنا دستِ دعا دیکھتے ہیں

جہاں خود کو بے دست و پا دیکھتے ہیں
نزولِ کرم آپ کا دیکھتے ہیں

جنھیں مل گئی ہے بصیرت وہ ہر سو
مدینے کے ارض و سما دیکھتے ہیں

اٹھاتے ہیں ہر روز لطفِ شفاعت
تصوّر میں محشر بپا دیکھتے ہیں

سنبھالے سنبھلتا نہیں شوق سجدہ
جہاں آپ کے نقشِ پا دیکھتے ہیں
مقدر میں لکھا ہے جو کچھ ہمارے
عطا ان کی اس سے سوا دیکھتے ہیں
سرِ حشر حسرت سے ہم عاصیوں کو
ادب سے کھڑے پارسا دیکھتے ہیں

وہ شخص جس کو نسبتِ خیر البشر نہیں
وہ لاکھ معتبر ہو مگر معتبر نہیں
اس بارگاہِ ناز میں اس کا گزر نہیں
جو آشنائے لذتِ دردِ جگر نہیں
اس طرح گم ہوں عشقِ نبی کے سرور میں
میں کس مقام پر ہوں مجھے کچھ خبر نہیں
کیسے ڈھلیں گی فردِ گنہ کی سیاہیاں
آنکھوں میں تیری اشکِ ندامت اگر نہیں

مجھ سے جمالِ جلوۂ خضرا نشیں نہ پوچھ
اک نور ہے وہ جلوۂ حسنِ بشر نہیں

تشبیہ کیا دوں نقشِ قدم سے رسول کے
روشن ہے ماہ تاب مگر اس قدر نہیں

گلشن ہو چاندنی ہو شفق ہو کہ کہکشاں
وہ صاحبِ جمال کہاں جلوہ گر نہیں

روضے کے سامنے ہوں تصور ہے آپ کا
حائل نظر میں اب کوئی دیوار و در نہیں

فکر و نگاہ ، لوح و قلم ،جرات و سخا
کیا چیز ہے جو صاحب اسریٰ کے گھر نہیں

بلوالیا مدینے جو حد سے سوا ہوا
دردِ دلِ حفیظ سے وہ بے خبر نہیں

دامن میں جلوہ گاہ شہ مرسلین ہے
اے آسمان تجھ سے مقدس زمین ہے
محبوب کبریا کی میں کس سے مثال دوں
عالم میں کب حضور سا کوئی حسین ہے
وجہِ نجات مدحتِ خیر الانام ہے
عاصی کو ان کی ذات پہ کامل یقین ہے
دیکھا ہے جب سے گنبد خضرا کے حسن کو
ہر شے جہاں کی میری نظر میں حسین ہے

بیٹھے ہیں اِرد گرد سب اصحاب باوفا
تاروں کی انجمن میں وہ ماہ مبین ہے

کیا کیا ستم سہے نہ محبت میں آپ کی
خدام شاہ دین پہ صد آفرین ہے

لاتا ہے وہ پیام محبت کس ادب کے ساتھ
آقا تیرے غلاموں میں سدرہ نشین ہے

جس نے حسین کردیا کردار کو میرے
ایسا حسین خانہ دل میں مکین ہے

کب کسی کا آسرا شاہِ امم رکھتے ہیں ہم
بس تمہارے در سے امیدِ کرم رکھتے ہیں ہم

اپنی پلکوں پر چراغِ اشکِ غم رکھتے ہیں ہم
شام سے روشن انھیں تا صبح دم رکھتے ہیں ہم

کس قدر محکم ہے ساقی کوچہء جاناں کی یاد
بے خودی میں بھی اسی جانب قدم رکھتے ہیں ہم

ہوگیا ہے دل میں جب سے موجزن عشقِ نبی

خود کو اب اپنی نظر میں محترم رکھتے ہیں ہم

حشر میں کافی ہے بخشش کے لئے اتنا حفیظؔ

یادِ محبوبِ خدا میں آنکھ نم رکھتے ہیں ہم

نعتوں میں ڈھل کے فکر میری معتبر ہوئی

کچھ ہو نہ ہو نجات کی صورت مگر ہوئی

میں آستانِ ہادیٔ برحق سے جب چلا

راہِ نجات خود ہی میری راہبر ہوئی

طیبہ میں ساتھ تھی تو خرد، یہ پتہ نہیں

کب تک رہی یہ ہوش میں کب بے خبر ہوئی

فردِ عمل کو نعت سے پُر کر رہا ہوں میں
کر دوں گا پیش حشر میں پرسش اگر ہوئی

آؤں گا اب نہ جا کے مدینے سے میں حفیظ
ان کی نگاہِ لطف جو بارِ دگر ہوئی

روتا ہوں ان کی یاد میں ایسا کبھی کبھی
آتا ہے جیسے موج میں دریا کبھی کبھی

رہتا ہے جب تصورِ آقا عروج پہ
اڑتا ہوں جیسے جانبِ طیبہ کبھی کبھی

رکھ لو ہماری شدتِ چشمِ طلب کی لاج
جلوہ دکھا دو نورِ سراپا کبھی کبھی

میں ہوں جہاں وہ کون سی منزل ہے عشق کی
کرتے ہیں رشک آپ کے شیدا کبھی کبھی

یک سوئیِ خیال کا عالم نہ پوچھئے
مٹ جاتا ہے وجود ہمارا کبھی کبھی

چاہنے والا نبی کا کہاں رسوا ہوگا
نہ ہوا ہے کبھی ایسا نہ تو ایسا ہوگا

حاضر کوچۂ طیبہ جو یہ شیدا ہوگا
یہ جبیں ہوگی ترا نقش کفِ پا ہوگا

طوفِ کعبہ ہو کے ہو جلوۂ طورِ سینا
دل بہر حال مرا سوئے مدینہ ہوگا

دیکھ لینا میری کیفیتِ دل کا عالم
جب میرے پیش نظر گنبدِ خضرا ہوگا

منقبت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

وہ دلبر دلدار اویسِ قرنی ہیں
جانِ شہ ابرار اویس قرنی ہیں

کیوں ڈھونڈیئے سرکار کا پیمانۂ الفت
جب عشق کا معیار اویس قرنی ہیں

جس سے ہے ضیاء دیدۂ اربابِ وفا ہیں
وہ مطلعِ انوار اویسِ قرنی ہیں

دیکھا نہیں ان کا رخ زیبا ایسا کبھی لیکن
مست مئے دیدار اویس قرنی ہیں

کچھ دور نہیں منزلِ اربابِ محبت
جب قافلہ سالارِ اویسِ قرنی ہیں

ہم تو ہیں پرستارِ غلامِ شہِ والا
اور ان کے پرستار اویسِ قرنی ہیں

دنداں کیئے دندانِ مبارک پہ نچھاور
وہ عاشقِ جی دار اویسِ قرنی ہیں

عشقِ شہِ ابرار میں تسلیم و رضا کی
باندھے ہوئے دستار اویسِ قرنی ہیں

گو حاضرِ دربارِ محمد نہیں لیکن
لب پہ سرِ دربار اویسِ قرنی ہیں

عشاق کے اک خاص قبیلے سے ہیں ہم لوگ
ہم لوگوں کے سردار اویسِ قرنی ہیں

ساقی کے تصور نے بنایا جسے بے خود
رندوں میں وہ میخوار اویسِ قرنی ہیں

نادیدہ سہی آنکھ مگر دل متجلی
گنجینۂ انوار اویسِ قرنی ہیں

ہر ایک کے بس کا نہیں عرفانِ محبت
ہاں واقفِ اسرار اویسِ قرنی ہیں

منقبت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

چلے جس دم احد سے سوئے جنتؓ حضرتِ حمزہ
تھے زیرِ سایہ ابرِ رسالت حضرت حمزہ

احد کے راہبر اہل شہادت حضرت حمزہ
امامِ جاں نثارانِ نبوت حضرت حمزہ

جلا کر مشعلِ حق کوچہء اغیار سے گزرے
ہوئے جب محرمِ رازِ حقیقت حضرت حمزہ

نہیں دیکھا زمانے نے جری ایسا کوئی جس کی
شجاعت خود کرے ذکرِ شجاعت حضرتِ حمزہ

سرِ بزمِ نبیؐ جب آپ کا ذکرِ وفا آیا
تو پُرنم ہوگئی چشمِ نبوت حضرت حمزہ

نظر آتے ہیں ہر بامِ وفا پر آپ جلوہ گر
حمایت حضرتِ حمزہ شہادت حضرتِ حمزہ

کہیں فانوس ہیں شمعِ رسالت کی حفاظت کو
کہیں پروانہء شمعِ رسالت حضرتِ حمزہ

کیا ہے امتحانِ عشق نے یہ بارہا ثابت
نبی ہیں جانِ عم جانِ رسالت حضرتِ حمزہ

حفیظِ زار آیا آپ کی بزمِ عنایت میں
لئے دامن میں کچھ اشکِ ندامت حضرت حمزہ

منقبت

حضرت لطیف شکوری

آؤ اے رندو سوئے میخانہ ء حضرت لطیف
لٹ رہا ہے بزم میں پیمانہ ء حضرت لطیف

شرط یہ ہے دیکھنے کو دیدۂ دل چاہئے
جس نے دیکھا بن گیا دیوانہ ، حضرت لطیف

جب مریدوں کی ہوئی تشنہ لبی حد سے سوا
کرلیا رخ جانب میخانہء حضرت لطیف

آپ کی دریا دلی کی دھوم اک عالم میں ہے
فیض گاہِ عام ہے کاشانہء حضرت لطیف

دیوانگی کی ضد رہی لیکن ترے دربار میں
عقل بھی کہتی ہے بن دیوانہء حضرت لطیف

دے رہا ہے لو رخِ روشن سے باطن کا چراغ
کیوں فدا تم پر نہ ہوں پروانۂ حضرت لطیف

بن گیا مست مئے عرفاں ہمیشہ کے لئے
پی لیا جس نے بھی اک پیمانہ ' حضرت لطیف

منقبت

حضرت پیر فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

بجز نظر محبت حضرت فاروق رحمانی
نہیں ہے کوئی حاجت حضرت فاروق رحمانی

تیری الفت نے پہنچایا تیرے ادنیٰ غلاموں کو
سر بام طریقت حضرت فاروق رحمانی

معطر کر رہی ہے آج بھی اس بزم مدحت کو
تیری زلفوں کی نکہت حضرت فاروق رحمانی

جلا کر چاہنے والے، تیری یادوں کی قندیلیں
سجا لیتے ہیں خلوت حضرت فاروق رحمانی

چلا آیا ہوں میں بھی آپ کی بز م عقیدت میں
جلا کر شمع الفت حضر ت فاروق رحمانی

حفیظ تشنہ آیا ہے تیری دریا دلی سن کر
عطا ہو جام الفت حضرت فاروق رحمانی

عبدالحفیظ خان حفیظ